رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں آمد
(ایک تحقیقی مطالعہ)

سید فضل احمد شمسی

تمام مسلم مفکرین و مؤلفین بلکہ غیر مسلم مصنفین بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ معظمہ کو خیرباد کہکر مدینہ منورہ هجرت فرمانے کو ایک تاریخ ساز واقعہ قرار دیتے ھیں جس نے ایک مختصر اور مظلوم گروہ کو ایک صدی کے اندر اندر معلوم دنیا کے نصف حصہ کا حاکم بنا دیا ۔ بلاشبہ انسانی تاریخ میں اس نوعیت و اھمیت کا کوئی دوسرا واقعہ نہیں گذرا ۔ لیکن یہ کیسی ستم ظریفی ھے کہ ایسے معرکۃ الآرا تاریخی واقعہ کے بارے میں جو روایات منقول ھیں وہ ایک دوسرے سے اس حد تک مختلف ھیں کہ ان سے اصل حقیقت ھی مشکوک نظر آنے لگتی ھے ،۔ آپ صرف یثرب میں تشریف آوری کے واقعہ کو لیجیے امام مسلم کی ایک روایت ھے جس کے راوی ایک صحابی ابن صحابی حضرت براءؓ بن حضرت عازب ، ھیں ۔ ان کے بیان کے مطابق حضرت ابو بکر نے آنحضور کے ساتھ هجرت کرنے کا واقعہ بیان کرتے ھوئے فرمایا کہ وہ شب کے وقت مدینہ پہنچے اور اس شب آنحضورؐ نے بنو النجار کے یہاں قیام کرنے کا فیصلہ کیا (۱)۔ اس روایت سے صاف ظاھر ھے کہ آمد اوائل شب میں ھوئی ۔ اسکے برعکس خود حضرت ابو بکر کے نواسہ عروۃ بن زبیر جنھیں سب سے

پہلا سیرت نگار کہا جاتا ہے ۔ کا بیان ہے کہ آنحضورؐ دوپہر کے وقت مدینہ تشریف لائے اور بنو عمرو بن عوف کے ساتھ قباء میں قیام کیا ۔ ۲ ان دونوں سے مختلف وہ روایت ہے جو حضرت عبدالرحمن بن یزید بن جاریہ سے منسوب ہے ۔ سمہودی رزین کی معرفت یحیی الحسینی سے روایت کرتے ہیں کہ مجمع بن یعقوب اپنے والد اور سعید بن عبدالرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ ان دونوں نے فرمایا کہ حضرت عبدالرحمن بن یزید بن جاریہ کا کہنا ہے کہ آنحضور نے الحرہ کے پشت کی جانب (صبح کی) نماز ادا کی اسکے بعد بنو عمرو بن عوف کی جانب اونٹنی پر سوار ہو کرگئے اور جائے رہائش پہنچے لوگ ان کے گرد جمع ہوتے رہے یہاں تک کہ (بنو عمرو بن عوف کے) شنیف نامی اطم کی طرف سے آفتاب طلوع ہوا ۔ مجمع سے جب کہا گیا کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ دن چڑھنے کے بعد تشریف آوری ہوئی اور یہ کہ آفتاب کی تمازت جلا دینے والی تھی تو مجمع نے سختی سے کہا کہ انکے والد اور سعید نے حضرت عبدالرحمن سے یہی روایت کی ہے کہ آفتاب آنحضورؐ کے اپنی منزل پر پہنچنے کے بعد ہی طلوع ہوا ۳ ۔ وقت کے علاوہ دن کے بارے میں بھی اختلاف ہے ۔ حضرت ابن عباس اور دیگر راویوں کا بیان ہے کہ آنحضورؐ دو شنبہ کو وارد مدینہ ہوئے ۴ معروف محدث الحاکم کا بیان ہے کہ یہ روایت تواتر سے آئی ہے ۵ ۔ لیکن معروف مورخ الیعقوبی کا کہنا ہے کہ پنج شنبہ کا دن بھی بتایا جاتا ہے ٦ اور علامہ ابن عبدالبر وغیرہ کا کہنا ہے کہ معروف مورخ ھشام بن محمد بن السائب الکلبی کا بیان ہے کہ آنحضورؐ جمعۃ المبارک کو مدینہ تشریف لائے ۷ ۔ تاریخ کے بارے میں اختلاف کی کیفیت یہ ہے کہ یکم ربیع الاول سے ۲۸ ربیع الاول تک کی تاریخیں مروی ہیں ۸ ۔ یہی نہیں ، اختلاف اس باب میں بھی ہے کہ آنحضورؐ جب یثرب آئے تو بنو النجار کے قریہ میں فروکش ہوئے یا بنو عمرو بن عوف کے قریہ قباء میں قیام پذیر ہوئے ۹ ۔ قصہ مختصر یہ کہ اس قسم کی

روایات کو دیکھکر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور کی ہجرت کے بارے میں بعد کے مصنفین نے غیر ثقہ راویوں سے سنی سنائی باتوں کو مزید رنگ دے کر قلمبند کر دیا ہے ۔ لیکن جیسا کہ مولوی اسحاق النبی صاحب نے کہا ہے ۱۰ جب ان روایات کی سادگی اور ان میں دی گئی تفصیلات پر غور کیا جاتا ہے تو یہ صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ فرضی افسانوں پر نہیں بلکہ اولین راویوں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے بیانات پر مشتمل ہیں ۔ چنانچہ ہجرت کے متعلق جو اختلافی روایات منقول ہیں جب ہم ان پر غور کرتے ہیں تو ہمیں ان میں تطبیق دینے کی گنجائش نظر آتی ہے ۔ ہم یہاں اسی اصول سے حاصل کردہ نتائج قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں :

یثرب میں آنحضورؐ کی تشریف آوری کے بارے میں دن ، وقت اور قریہ کے تعین کے سلسلہ میں ضروری بحث یہاں پیش کی جارہی ہے جبکہ تاریخ کے متعلق بحث ایک اور مقالہ میں پیش کی جائیگی ۔ جس میں انشاء اللہ ہم قریش کے اجلاس اور آنحضورؐ کے غار ثور میں جانے سے یثرب میں آمد تک کی تاریخوں کے تعین سے بحث کرینگے ۔ یہاں مقصود یہ ہے کہ یثرب میں آمد سے لیکر حضرت ابو ایوب الانصاری کے گھر فروکش ہونے تک کے واقعات اور انکے اوقات کا تعین کیا جائے ۔

قارئین نے محسوس کیا ہو گا کہ ہم نے کبھی یثرب کا ذکر کیا ہے کبھی مدینہ کا ۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جس شہر کو ہجرت سے قبل یثرب کہا جاتا تھا ، ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسی کو مدینۃ الرسول یا صرف المدینہ کہا جانے لگا ۱۱ ۔

السمہودی کا بیان ہے کہ انکے زمانہ میں اس قریہ کو جو حضرت حمزہ کے مزار کے مغرب میں واقع ہے یثرب کہا جاتا ہے ۱۲ ۔ لیکن قرآن مجید ، احادیث اور سیرت و تاریخ کی کتابوں میں جس طور پر یثرب کا ذکر

آیا ہے اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ہجرت کے زمانہ میں ایک خاصے وسیع علاقہ کو یثرب کہا جاتا تھا جو جنوب میں جبل عیر سے شروع ہو کر احد کے شمال میں واقع جبل ثور تک اور مغرب میں وادی العقیق سے لیکر مشرق میں الحرہ الواقم تک کوئی سو مربع میل کے علاقہ پر محیط تھا۔ ۱۳۔ آنحضور نے اسی علاقے یعنی یثرب کو محترم قرار دیا۔ اسی علاقہ کو حرم مدینہ کہا جاتا ۱۴ یہ علاقہ چاروں طرف سے پہاڑوں اور حروں سے گھرا ہوا تھا ۱۵۔ پہاڑی اور حروی علاقوں کو عوالی یعنی اونچائی کے علاقے کہا جاتا تھا ۱۶۔ درمیان کے میدانی علاقہ کو جوف کہا جاتا تھا ۱۷ جو متعدد دور یعنی آبادیوں یا بستیوں پر مشتمل تھا ۱۸۔ قبیلہ الأوس کی شاخ بنو عمرو بن عوف کی رہائش قباء کی بستی میں تھی ۱۹۔ یہیں پر ان کا مشہور اطم شنیف واقع تھا ۲۰۔ قباء کا شمار عوالی میں ہوتا تھا ۲۱۔ جوف یثرب کے تقریباً وسط میں قبیلہ الخزرج کی قوی ترین شاخ بنو النجار کے دور تھے ۲۲۔

اسی علاقہ میں مسجد نبوی تعمیر ہوئی ۲۳۔ بنو النجار کئی بطون میں منقسم تھے جنمیں بنو عدی بن النجار، بنو مازن بن النجار اور بنو مالک بن النجار خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آنحضورؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب کی والدہ حضرت سلمہ بنت عمرو عدی بن النجار کے قبیلہ سے تھیں ۲۴ اور اس طرح یہ قبیلہ، اور انکے واسطے سے بنو النجار، آنحضورؐ کے رشتہ دار تھے۔ حضرت ابو ایوبؓ کا تعلق بنو مالک بن النجار سے تھا ۲۵۔ جوف یثرب کا ایک چھوٹا سا علاقہ ۲۶ جس کے وسط میں مسجد نبوی تعمیر ہوئی یا تو پہلے ہی سے مدینہ کہلاتا تھا یا ہجرت کے بعد مدینۃ الرسول کہلایا جانے لگا ۲۷۔ وہ شہری آبادی جس کو پہلی صدی ہجری میں مدینہ کہا جاتا تھا۔ اس قریہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر تھی جسے قباء کہا جاتا تھا ۲۸۔ آج بھی جس علاقہ کو قباء کا نام دیا جاتا ہے

وہ موجودہ شہر جسے مـدینہ منورہ کہتے ھیں اور جو قـرون اولـی کے مـدینہ سے وسیع تر عـلاقہ پر محیط ھے ، سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر واقـع ھے ۲۹۔ غرضیکہ مـدینہ اور قبـاء دو مختلف عـلاقوں کے نام تھے اور ھـیں جبکہ یثرب مـیں مـدینہ اور قباء کے عـلاوہ دیگر عـلاقے بھی شـامل تھے ۔ لیکن قـدیم روایات سے صاف ظاھر ھے کہ یا تو کچھ صحابی / تابعـی مـدینہ اور یثرب کو متبادل خیـال کرتے تھے یا بعـد کے رواۃ نے جہاں یثرب کا ذکر قبل کی روایتوں میں تھا انھوں نے حـرم مدینہ سے بدل دیا جو بعـد میں صرف مـدینہ بن گیا ۳۰۔ ھـم دیکھینگے کہ بعـض اختلافات نے اسـی خـلط مـبحث کی وجہ سے جنـم لیا ھے اور اگر روایات میں ھم بعـض جگہ مـدینہ کے معنی یثرب اور بعض جگہ مـدینہ ھی لیں تو بہت سے اختـلافـات خـود بہ خـود رفـع ھو جاتے ھیں ۔ ھم اس مقالے میں مـدینہ اور قباء سے دو مختلف عـلاقے مراد لینگے اور یثرب سے ھماری مراد وہ وسیع تر عـلاقہ ھو گا جس میں مـدینہ اور قباء دونوں شامل ھیں ۔ (ھم اشتباہ سے بچنے کے لیے حرم مـدینہ کی اصطلاح استعمال کرنے کی بجائے یثرب کا نام استعمال کر رھے ھیں) ۔

قرون اولی کی روایات اور بعـد کے سیاحوں کے بیانات سے یہ معـلوم ھـوتا ھے کہ مـدینہ سے مـکہ کی جانب ایک راستہ مـدینہ کے جنوب اور قباء کے شمال کی طرف سے تھا ۔ مکہ سے آنے والا وادی العقیق سے گـذر کر الحـرۃ الوبرۃ کے فـرازی عـلاقہ کو عبور کر کے مـدینہ کے جنوب میں ایک مقام پر آتا تھا ۔ سامنے میدانی عـلاقہ ھوتا تھا ۔ بائیں جانب مـدینہ ھوتا اور دائیں جانب قباء کو راستہ جاتا تھا ۳۱۔ ھجرت سے متعلق روایات میں جس حرہ کا ذکر آیا ھے اور جسے ابن سعـد نے الحرۃ العصبۃ کہا ھے یہی جنوب مغربی حرۃ (یعنی الحرۃ الوبرۃ) ھـو گا اور وہ جگہ جہاں پر ایک روایت کے مطابق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یثـرب پہنچنے پر فجر

کی نماز ادا کی تھی وہ اس جگہ کے آس پاس ہو گی جہاں سے رچرڈ برٹن نے اس حرہ کو عبور کیا تھا ۳۲۔

بنو سالم ، بنو بیاضہ ، بنو حارثہ جنکا ھجرت سے متعلق روایات میں ذکر آیا ھے اس عـلاقے میں رھائش پذیر تھے جو جوف یثرب میں مـدینـہ کا عـلاقہ ھے ۳۳۔

۳۵ صفر۔ ۲٦ مورخہ ۳۴ آنحضور صلی اللہ علیہ وسـلم نے پنج شنبہ کے دن کو حضرت خدیجہ کا مـکان جس میں وہ فروکش تھے خیر باد کہہ کر مکـہ کے نواح مـیں جبل ثور کے ایک غـار مـیں تین شب قیـام کیا ۳٦ جبل ثور مکہ کے جنوب میں تقریباً پانچ مـیل کے فاصلہ پر یمن کے راستہ مـیں واقـع ھے ۳۷۔ دو شنبہ یکم ربیع الاول کی شب میں حضرت ابو بکرؓ کی معـیت میں رسـول اللہؐ مـکہ کے مغـرب سے گذر کـر عـازم یثرب ھـوئے ۳۸۔ سہ شنبہ کی دوپہـر قـدید میں حضرت ام معبد کے خیمـوں میں قیلولہ فرمایا ۳۹۔ چہار شنبہ ۳ ربیع الاول کی شب میں یہاں سے کوچ فرمایا ۴۰۔ قریش نے غالباً ۲۷ رجب کے دن ھـی اعـلان کر دیا تھا کہ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرلیگا ایک سـو اونٹ انعام میں پائیگا ۴۱۔ کئی آدمی اس انعام کیلئے اپنـی اپنـی سـواریوں پر دوڑ پڑے تھے ۴۲۔ ان میں سراقہ بن جعشم بھی تھا ۴۳۔ ان لوگوں میں سے صرف سراقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے میں کامیاب ھـوا ۴۴۔ اس نے غالباً چہار شنبہ ۳ ربیع الاول کے دن آنحضـورؐ کو راسـتہ مـیں جا لیا ۴۵۔ لیکن جب وہ قریب پہنچا تو گھوڑے پر سے گر پڑا ۔ وہ اس قدر دھشت زدہ ھوا کہ گزند پہنچانے کے بجـائے ملتمس ھـوا کہ اسے معافی نامہ لکھکر دیـدیا جـائے اور خـود ھـی یہ پیشکش کی کہ وہ دیگر پیچھا کرنے والوں کو ان کا پتہ نہ بتائے گا ۴٦۔ آنحضورؐ آگے چل پڑے ۔ راستہ میں حضرت زبـیر بن العـوام مـلے جـو مسلمانوں کے ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے واپس

آرہے تھے ۴۷ ۔ حضرت زبیر آنحضورؐ کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے اور حضرت اسماء بنت حضرت ابو بکر کے شوہر نیز اولین مسلمانوں میں سے تھے ۔ انھوں نے آنحضور اور حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں سفید چادریں پیش کیں ۴۸ ۔ آنحضورؐ جب یثرب کے قریب پہنچے تو حضرت طلحہ بن عبیداللہ راستہ میں ملے ۴۹ ۔ وہ بھی شام سے تجارت کے بعد لوٹ رہے تھے ۔ ایک روایت کے مطابق انھوں نے بھی حضرت ابو بکرؓ کو سفید کپڑا پیش کیا ۵۰ ۔ انہی دونوں اصحاب یا ان میں سے ایک بزرگ کا پیش کردہ کپڑا آنحضورؐ اور حضرت ابو بکرؓ نے اسوقت زیب تن کر رکھا تھا جب وہ یثرب میں داخل ہوئے ۵۱ ۔ گمان غالب ہے کہ دو شنبہ ۸ ۔ ربیع الاول (مطابق ۱۰ ۔ تشری ۴۳۸۳ یہودی) کی شب میں (مطابق ۱۹ ۔ ستمبر ۶۲۲ ء) حضرت بریدہ بن الحصیب الاسلمی السہمی بنو سہم کے چند سواروں کے ہمراہ آنحضورؐ سے آملے اور سب اسلام لے آئے ۵۲ ۔ رات بھر سفر جاری رہا ۵۳ ۔ رات کے آخری پہر میں اسلام کا چھوٹا سا یہ قافلہ یثرب کے الحرہ الوبرہ کے قریب آ پہنچا ۵۴ ۔ یہ دو شنبہ ۸ ربیع الاول (بمطابق ۱۰ ۔ تشری ۴۳۸۳ یہودی : ۲۰ ستمبر ۶۲۲ ء کی صبح) کا واقعہ ہے ۵۵ ۔ آنحضورؐ بیدار ہو چکے تھے ۔ حضرت بریدہ نے کہا کہ ہم جھنڈے کے بغیر یثرب میں داخل نہیں ہونگے اور اپنا عمامہ اتار کر اپنے نیزے سے باندھ کر ایک جھنڈا بنا لیا اور آنحضورؐ کے آگے جھنڈا اٹھا کر چلنے لگے ۵۶ ۔ وہ لوگ جو صبح کاذب کے وقت کام پر نکل جاتے ہیں کام پر جارہے ہونگے اور جھنڈے کو دیکھکر رک جاتے ہونگے اور یہ جاننا چاہتے ہونگے کہ وہ سوار کون ہے جس کے آگے آگے ایک علمبردار چل رہا ہے ۔ ان میں جو یہودی تھے وہ عاشورہ کا روزہ رکھے ہوئے تھے ۵۷ ۔ ان میں سے کچھ لوگ جو انصار اور یہودیوں کی قریبی بستیوں سے تعلق رکھتے تھے اپنے اپنے رؤساء کو مطلع کرنے دوڑ پڑے ۵۸ ۔ الحرة الوبرہ کی پشت پر

پہنچ کر آنحضورؐ اور انکے ساتھی اتر پڑے اور فجر کی نماز ادا کی۵۹۔ نماز کے بعد آنحضورؐ اور حضرت ابو بکرؓ ایک اونٹنی پر سوار ھو گئے ۔ حضرت بریدہ نے دریافت کیا کہ کہاں اترنا ھے ۔ آپ نے فرمایا کہ اونٹنی جانتی ھے ٦٠ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے شریک سفر قباء کی طرف مڑ گئے یہانتک کہ بئر عذق کے پاس حضرت سعد بن خیثمہ (جو غزوہ بدر میں شہید ھوئے) کے مکان کے صحن میں یا انکے مکان کے باھر آنحضورؐ اتر گئے ٦١ ۔ آفتاب ابھی تک طلوع نہیں ہوا تھا ٦٢ ۔ لیکن اسلامی تاریخ کی صبح ھو چکی تھی ۔ حضرت سعد کے بال بچے نہیں تھے اور انکے یہاں لوگوں کا جمگھٹا لگا رھتا تھا ٦٣ ۔ قباء میں آنحضورؐ فروکش تو حضرت کلثوم بن الھدم کے یہاں ھوئے لیکن لوگوں سے ملاقات کے لیے حضرت سعد بن خیثمہ کا مکان استعمال میں لائے ٦٤ ۔ قباء میں مہاجرین خاصی تعداد میں موجود تھے ٦٥ ۔ بنو عمرو بن عوف بھی مسلمان ھو چکے تھے اور انصار بننے کا اعزاز حاصل کر چکے تھے ٦٦ ۔ جیسے جیسے لوگوں کو اطلاع ھوتی گئی اللہ اکبر کے نعرے فضا کو مرتعش کرتے چلے گئے ٦٧ ۔ کیا مہاجر کیا انصار ، حتی کہ یہودی اور قباء کے عام باشندے ، سب آنحضور ﷺ سے ملنے کے لئے نکل پڑے ۔ ابھی آفتاب طلوع نہیں ھوا تھا کہ بنو نضیر کے سرداران حیی بن اخطب اور اسکا بھائی دونوں آنحضورؐ کی ملاقات کو چل نکلے ٦٨ ۔ حضرت عبداللہ بن سلام جو دل ھی دل میں اسلام قبول کر چکے تھے وہ اسوقت اپنے گھر کے باغیچے میں ایک کھجور کے درخت پر چڑھ کر کھجور توڑ رھے تھے ۔ آنحضور کی آمد کی اطلاع ملتے ھی کھجور کا تھیلا لیے ہوئے آنحضورؐ کی خدمت میں حاضری کے لئے چل پڑے ٦٩ ۔ ان سے ملاقات کے بعد یا اس سے پہلے ھی آنحضورؐ نے مسلمانوں کو بھی حکم دیا کہ جنھوں نے ناشتہ نہیں کیا وہ روزہ پورا کریں اور جنھوں نے کھا لیا ھے وہ دن کا باقی حصہ روزہ میں گذاریں ٧٠ ۔ بنو عمرو بن

عـوف کے اطم شنیف کی جانب سے آفتاب طـلوع هـوا ـ (یعنی جهاں آنحضورؐ اسوقت تھے وہ جگه شنیف کے مغـرب میں تھـی ـ) یه ۸ ـ ربیع الاول (بمطابق ۲۰ ـ ستمبر) کا آفتاب تھا ۲>ـ کھجور کے ایک درخت کے نیچے آنحضورؐ بیٹھ گئے ـ حضرت ابو بکر کھڑے رهے اور جو لوگ آتے گئے انکا استقبال کـرتے رهـے اور ان سے گفتگو کرتے رهے ۳>ـ عام لوگ نه تو حضرت ابو بکرؓ کو پہچانتے تھے نه آنحضورؐ کو ـ یه دونوں ایک جیسے لباس میں ملبوس تھے لهذا انهیں یه پته نه چلا که ان دو میں سے رسول الله صلی الله علیه وسلم کون بزرگ هیں ۴>ـ طلـوع آفتاب کے کوئی ایک گھنٹه کے بعـد آفتاب کی شعاعیں آنحضورؐ پر پڑنے لگیں ۵> ستمبر کا وسط تھا ۶>ـ آفتاب کی تمازت اسوقت خاصی تکلیف دہ تھی ـ حضرت ابو بکر آگے آئے اور اپنی چادر سے آنحضورؐ پر سایه کر دیا-اس طـرح لوگوں کـو معـلوم هو گیا کـه رسـول الله صلی الله علیه وسلم کـون هـیں ۷>ـ اس دن آنحضـور روزہ سے تھے اور انصار کی بستیوں میں اعــلان کروا چکے تھے که جو لوگ کچھ کھا پی چـکے هـوں وہ دن کا باقی حصـه روزہ مـیں گذاریں اور جنھوں نے ناشته نه کیا هو وہ روزہ سے رهیں-حضرت سعد کے یہاں آنحضور دن بھر رهے اور لوگوں سے ملتے رهے اور افطار کے وقت حضرت کلثوم کے یہاں گئے اور وهیں مقیم هو گئے ۹>ـ چنانچه قیـام دراصل حضرت کلثـوم کے گھر رهـا لیکن مـلاقاتیں حضرت سعـد بن خیثمـه کے گھـر مـیں هـوتی رهیں ـ قبـاء میں آنحضورؐ قیـام پذیـر رهے ـ اس اثناء میں اهل مـدینه غالباً دو شنبه کی صبح سے هی مـدینه سے باهـر الحرۃ الوبرۃ کی پشت پـر اسـی جـگه مجتمع هـوتے رهے جـو پر آنحضورؐ کی قباء سے آمـد کی راہ تھی۸۰ جیسـا کـه اوپر ذکر آچکا هے ستمبر کا مهینه تھا اور بلا کی گـرمی پڑ رهی تھی ـ خصوصاً اس جگه جهاں مـدینه کے انصـار انتظـار کیـا کرتے تھے طـلوع آفتاب کے جـلد هی بعـد خاصی تپ جاتـی هـو گی۸۱ وهـاں پـر یا تو سـرے سے درخـت نه تھے یا اکا دکا تھے (۸۲) ـچنانچـه

جب گرمی تکلیف دہ ہو جاتی اور آنحضور کی آمد کا مژدوہ لیکر کوئی ہرکارہ نہ پہنچتا تو وہ اپنی اپنی جگہوں کو واپس چلے جاتے ۸۳۔ دو شنبہ گذرا ، سہ شنبہ گذرا ، چہار شنبہ گذرا ، پنج شنبہ بھی گذر گیا لیکن آنحضورؐ مدینہ میں جلوہ افروز نہ ہوئے ۸۴۔ خزرجیوں اور اوسیوں میں جنگ بعاث کے زمانے سے ایسی دشمنی چلی آ رہی تھی کہ حضرت ابو امامہ اسعد بن زرارہ کے سواہ کوئی دوسرا قابل ذکر خزرجی عمرو بن عوف میں آ کر قدم بوس نہ ہو سکا ۸۵۔ حضرت اسعد جو آئے بھی تو شب کے وقت متقنع حالت میں چھپتے چھپاتے چہار شنبہ کی شب میں آئے ۸۶۔ اور رات میں آنحضورؐ کے ساتھ قیام کیا۔ وہ شاید اس وجہ سے مقیم رہے کہ رات کے وقت مدینہ واپس جانے کی کوشش خطرناک ہوتی۔ لیکن رسالتمآبؐ نے فوراً ھی قران السعدین کروا دیا اور روایات میں آیا ھے کہ چہار شنبہ کے روز صبح میں حضرت سعد بن خیثمہ حضرت اسعد بن زرارہ کے ہمراہ انکے گھر (مدینہ) گئے اور دونوں ساتھ قباء اسطرح واپس آئے کہ علی الاعلان ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھے۔ اسکے بعد حضرت اسعد صبح و شام حضور ﷺ کے پاس آتے رہے ۸۸

مدینہ کے انصار فجر کی نماز ادا کر کے جمعہ کے دن بھی حرہ کی پشت پر آئے۔ حسب معمول انتظار کے بعد ناامید ہو کر واپس ہو گئے۔ ایک یہودی جو قریبی اطم سے یہ تماشہ دیکھا کرتا تھا اس نے دیکھا کہ ایک اونٹ پر دو سفید پوش بزرگ چاروں طرف سے کوئی سو آدمیوں کے درمیان گھرے ہوئے آرہے ھیں اور کیا عجب کہ حضرت بریدہ اپنے عمامہ والا جھنڈا اٹھائے اونٹنی کے آگے آگے چل رہے ہوں۔ یہودی سمجھ گیا کہ ان دو اصحاب میں سے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھیں ۔ اس نے اطم کے اوپر سے زور سے آواز دی کہ اے عربو! تمہارا صاحب آ گیا ھے ۸۹۔ جنھوں نے یہ آواز سن لی انھوں نے دوسروں کو بلند آواز سے پکارا ۔ وہ لوگ

جو انتظار میں رہتے تھے بھاگتے ہوئے آئے اور حرہ کی . پشت تک پہنچ گئے ۹۰۔ آفتاب نصف النہار پر پہنچ چکا تھا ۹۱۔ آنحضورؐ کی سواری آ پہنچی۔ یہ دن جمعہ المبارک ۱۲ ربیع الاول (مطابق ۲۴ ستمبر ۶۲۲ ء) کا مبارک دن تھا ۹۲۔ پھر یہ قافلہ بنو سالم کی طرف روانہ ہوا ۹۳۔ راستہ میں بچے ، بچیاں ، ، جوان ، بوڑھے الغرض کہ راستے کے تمام انصار گھروں کی چھتوں یا چبوتروں پر چڑھ گئے یا گلیوں اور کوچوں میں ناچتے گاتے استقبال کو آگئے ۹۴۔ جب آنحضورؐ بنو سالم پہنچے تو جمعة کی نماز کا وقت آ گیا۔ بنو سالم میں آنحضورؐ نے مسلمانوں سے خطاب کیا اور نماز پڑھائی ۹۵۔ ممکن ہے کہ اس دن آنحضورؐ نے بعض دیگر آبادیوں کا بھی معاینہ کیا ہو ۔ لیکن اس دن آنحضورؐ مدینہ سے قباء واپس ہو گئے اور قباء میں آنحضورؐ نے مزید دس دن قیام کیا ۹۶۔ بالآخر دو شنبہ ۲۲ ربیع الاول ۱ ھ (مطابق ۴ اکتوبر ۶۲۲ ء) کی صبح کو بنو النجار کے رؤساء اور دیگر انصار کو مطلع کرنے کے بعد قباء کے انصار اور غالباً مہاجرین کی معیت میں آنحضورؐ نے بنو عمرو بن عوف سے رخصت ہو کر اپنی اونٹنی پر اپنا اسباب رکھا اور مدینہ کی جانب کوچ کر گئے ۹۷۔ مدینہ کے لوگوں کو یہ علم ہو گیا تھا کہ رسالتمآبؐ انکے درمیان رہائش پذیر ہونے والے ہیں لیکن کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ نظر انتخاب کس کی بستی اور کس کے گھر پر پڑیگی۔ لیکن انھوں نے اس موقعہ کی اہمیت کا اندازہ کرتے ہوئے شاندار استقبال کا انتظام کیا ہوا تھا۔

قباء سے آنحضورؐ رخصت یوں ہوئے کہ ایک اونٹنی پر آنحضورؐ حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ سوار ہوئے اور مسلح انصار و مہاجرین کا ایک گروہ اونٹنی کو چاروں طرف سے اپنے گھیرے میں لیے ہوئے مدینہ کی طرف بڑھا ۹۸۔ مدینہ میں استقبال کا انتظام تھا ۔ بچے شور کرتے ہیں " محمد آگئے ! محمد آگئے " کمسن لڑکے جن میں نو سالہ حضرت انس بن مالک بھی شامل تھے

مـــدینہ کی آبادیوں سے باہر الحرۃ الوبرہ کی جانب ,, محمد آگئے ,, کا غلغلہ سن کر دوڑے ۔ لیکن ابھی آنحضورؐ نہیں پہنچے تھے ۔ حضرت انس وغیرہ مـــدینہ کی بعض آبادیوں میں ســـایہ دار جگہوں میں رک کر انتظار کرنے لگے۹۹۔

آنحضـــور کا قـــافلہ الحرۃ الوبرہ کے کنارے پہنچ کر رک گیا ۔ جو لوگ قریب میں موجود تھے استقبال کو بڑھـ آئے اور جو موجود نہیں تھے انکے لیے ہرکارے دوڑائے گئے ۔ دیکھتے دیکھتے پانچ سو کا مجمع اکھٹا ہو گیا جس میں اہل بادیہ بھی شامل تھے ۱۰۰۔

یہ جلوس بنو سالم کی آبادی سے گذرا ۔ حضرت عتبان بن مالکؓ حضرت نوفـــل بن عـــبداللہؓ حضرت عبادہ بن الصامت بن قیسؓ اور حضرت عباس بن عبـــادہ بن نضـــلہؓ وغیرہ ، آنحضورؐ کے ســـامنے آئے اور درخـــواست کی ,, یا رســـول اللہ ! آپ ہمارے ساتھـ قیـــام فرمائیں ۔ ہمارے مـــال سے متمتع ہـــوں اور ہمیں محافظت کا شرف بخشیں ,, ۔ حضرت نوفل نے اونٹنی کا مہـــار تھام لیا تھا ۔ آنحضورؐ نے تبسم فرمایا اور انکے لیے دعاء برکت کی لیکن حـــکم دیا کہ اونٹنی کا راســـتہ چھـــوڑ دیں کیونکہ وہ اس امـــر میں مامور ہے۔

حضرت نوفل نے مہار چھوڑ دی اور قافلہ آگے بڑھـ گیا ۱۰۱۔

اسکے بعـــد قافلہ دائیں جانب کو مڑ گیا اور بنو حبلی کی آبادی سے گذر کر ۱۰۲ بنو ســـاعدہ کی آبادی میں پہنچا ۔ حضرت سعـــد بن عبادہ ، حضرت المنذر بن عمرو اور حضرت ابو دجانہ نے اپنے ساتھـ قیام کی درخـــواست کی لیکن درخواست منظور نہ ہوئی ۱۰۳۔

قافلہ آگے بڑھا اور بنو الحـــارث بن الخـــزرج کی بستی سے گذرا ۔ حضرت سعـــد بن الربیعؓ حضرت عبداللہ بن رواحـــۃ ، حضرت بشیر بن سعـــد اور حضرت خارجہ بن زید وغیرہ نے راستہ روکا اور قیام کی درخواست کی لیکن انہیں بھی وہی جواب ملا جو دیگر روســـاء کو ملا تھا ۱۰۴۔

قافلہ بنو بیاضہ کی بستی سے گذرا ۔ حضرت زیاد بن لبید اور حضرت فروہ بن عمرو نے بنو بیاضہ میں قیام کی درخواست کی لیکن وهـــی جـــواب حاصل کیا جو دوسروں کو ملا تھا ۱۰۵۔

اسکے بعد قافلہ بنو عدی بن النجار کی آبادی سے گذرا ـ بنو النجار کا یہ ذیلی قبیلہ وہی ہے جس کی ایک خاتون حضرت سلمہ بنت عمرو آنحضورؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب کی والدہ ماجدہ تھیں ـ اور اسطرح بنو عدی انصار میں آنحضورؐ کے قریب ترین اعزا تھے ـ حضرت سلیط بن قیس بن عمرو ، حضرت ابو سلیط اسیرہ بن ابی خارجہ عمرو بن قیس ، اور حضرت صرمہ بن ابی اُنَیْش وغیرہ نے قیام کی درخواست کی لیکن انھیں بھی وہی جواب ملا ۱۰۶ ـ

ایک روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بعد بنو مازن بن النجار سے گذرے ۱۰۷ ـ بالآخر مالک بن النجار کی آبادی سے قافلہ گذرنے لگا ـ یہاں اونٹنی بیٹھ گئی اور آنحضورؐ اتر گئے ـ یہ جگہ وہی ہے جہاں مسجد نبوی تعمیر ہوئی ۱۰۸ ـ یہ جگہ ایک مربد تھی یعنی کھجوروں کو خشک کرنے کی جگہ ۱۰۹ ـ آنحضورؐ نے دریافت کیا کہ یہ زمین کسی کی ہے ـ حضرت معاذ بن عفراء نے عرض کیا کہ یہ زمین دو یتیموں سہل اور سہیل بن عمرو کی ہے جو انکی سر پرستی میں ہیں ـ نیز یہ کہ اگر آنحضورؐ چاہیں تو یہ زمین لے سکتے ہیں وہ خود اسکی قیمت مالکان کو ادا کر دینگے ۱۱۰ ـ آنحضورؐ نے یہ جگہ مسجد نبوی کے لیے منتخب فرمائی اور دریافت فرمایا کہ یہاں سے انکے اہل یعنی انصار میں سے کس کا مکان قریب ترین ہے ـ حضرت ابو ایوب انصاری نے عرض کی کہ ان کا مکان قریب ترین ہے اور اپنی بستی اور اپنے (گھر کے) دروازہ کی طرف اشارہ کیا ۱۱۱ ـ

آنحضورؐ نے سات ماہ حضرت ابو ایوب کے گھر میں رہائش رکھی یہاں تک کہ مسجد نبوی تیار ہو گئی اور وہ امہات المؤمنین کے ساتھ مسجد کے رہائشی حصہ میں منتقل ہو گئے ۱۱۲ ـ

(۳)

ہم نے ایک مسلسل و مربوط حکایت پیش کرنے کی کوشش کی ہے ـ جسکے تمام اجزاء اصحاب رسول اللہ کے بیانات پر مبنی ہیں ـ اور ہم نے متعلقہ حاشیہ جات میں حوالے دیدیے ہیں ـ قبل اسکے کہ ہم اختلافی بیانات کا جائزہ لیں قارئین کرام کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہونگا کہ

جـودن اور تاریخ هم نے اوپر اختیار کی هے ان میں دو طـرح کی مطابقتین پائی جاتی هیں ـ اولاً یه که هجری تقـویم کے مـطابق جـس تاریخ کو جو دن هونا چاهیئے یہاں وهـی دن هیں ـ یعنی دن اور تاریخ ایک دوسرے سے مطابقت رکھتے هیں ۱۱۳ ـ دوم یه که ایک واقعه کے دن اور تاریخ دوسـرے واقعه کے دن اور تاریخ سے مـطابقـت رکھتے هیں اور هـر دو واقعات کے درمیان یہاں اتنے هی دن بنتے هیں جتنے کـه قـدیم روایات سے ثابت هیں ـ هم اس امـر کو ایک جدول کے ذریعه پیش کر سکتے هیں ـ

۱ ـ قریش مکه کا اجـلاس اورآنحضور کا اپنے گھر سے خروج	پنج شنبه ۲٦ صفر ۱ هـ
۲ ـ غار ثور میں آمـد	شب جمعه ۲۷ صفر ۱ هـ
۳ ـ غار ثور میں سه روزه قیام	جمعه ، شنبه ویک شنبه ۲۷ ۲۷،۲۸،۲۹
۴ ـ غار ثور سے روانگی	شب دوشنبه یکم ربیع الاول ۱هـ
۵ ـ قدید میں (ام معبد کے خیموں‌میں)	قیلوله سه شنبه کی دوپہر ۲ ربیع الاول ۱هـ
٦ ـ قدید سے روانگی	شب چہار شنبه ۳ ربیع الاول ۱ هـ
۷ـ یثرب میں آمـد	(آخر) شب دو شنبه ۸ ربیع الاول۱ هـ
۸ ـ عاشوراء کا روزه	دوشنبه ۸ ربیع الاول ۱ هجری مطابق ۱۰ تشری ۴۳۸۳ عالمـی (یہودی)
۹ ـ قباء میں (بنو عمرو بن عوف کی بستی میں) آمد .	(طلوع آفتاب سے قبل) دوشنبه ۸ربیع الاول ۱ هجری ـ
۱۰ ـ هجرت کے بعد مدینه منـوره‌میں پہلی مرتبه تشریف آوری اور بنو سالم میں نماز جمعه	(دوپہر کے قریب) جمعه ۱۲ ربیع‌الاول ۱ هجری .
۱۱ ـ قباء میں چوده روزه قیام	دوشنبه ۸ ربیع الاول تا یکشنبه ۲۱ ربیع الاول ۱ هـ

۱۲ ـ مسجد نبوی کی جگہ کا انتخاب اور حضرت ابو ایوب کے یہاں قیام کاپہلا دن | دوشنبہ ۲۲ ربیع الاول ۱ ھ

آئیے اب ہم اختلافی روایات کا جائزہ لیں ـ (ہم یہاں صرف یثرب میں آمد سے متعلق روایات سے بحث کریں گے) ـ

(جاری . . .)

حاشیہ و حوالہ جات

۱ ـ صحیح مسلم ، طبع ۱۳۷۵ ھ/ ۱۹۵۵ ع ، الجزء الرابع ، صفحات ۲۳۱۱ و ۲۳۱۰ ، حدیث نمبر ۲۰۰۹ ـ (آئندہ صرف مسلم کہا جائیگا ـ) امام ابن حنبل ، المسند ، مصر ۱۳۶۸ ھ ، الجزء الاول ، صفحہ ۱۵۵ ، حدیث نمبر ۳ ـ آیندہ مسند کہا جائیگا ـ

۲ ـ امام البخاری ، الجامع الصحیح ، کتاب مناقب الانصار ، باب ھجرۃ ، لیڈن ، ۱۸۶۸ ع ، جلد سوم صفحہ ۳۰ ـ (آیندہ اسے بخاری کہا جائیگا ـ)

۳ ـ علی ابن احمد السمھودی ، وفاء الوفاء بأخبار دارالمصطفی ، مصحح محمد محی الدین عبدالحمید ، مصر ، ۱۳۷۴ ھ/ ۱۹۵۵ ع کے لگ بھگ ، الجزء الاول ، صفحات ۲۳۵ ـ ۲۳۳ ـ (آئیندہ اس کتاب کا حوالہ ـ سمھودی ، کہکر دیا جائیگا ـ)

۴ ـ حضرت ابن عباس کیلئے دیکھیے مسند ، الجزء الرابع ، صفحات ۱۷۳ ـ ۱۷۲ (حدیث نمبر ۲۵۰۶) ـ ابن عباس کے علاوہ عروہ بن الزبیر ، ابن اسحق ، ابن سعد اور الطبری وغیرہ بھی یہی بیان کرتے ھیں ـ دیکھئے بخاری ، روایت عروہ بن الزبیر (صفحہ ۳۰) ـ ابن ھشام ، سیرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، مصحح وستنفیلٹ ، ۱۸۵۸ ع ، دوبارہ اشاعت ۱۹۶۱ ، صفحہ ۳۱۵ (اسے آیندہ ابن ھشام کہا جائیگا) ـ الواقدی ، کتاب المغازی ، مصحح مارسڈن جونز ، آکسفورڈ ، ۱۹۶۶ ، صفحہ ۲ (آیندہ اسے واقدی کہا جائیگا) ـ ابن سعد ، الطبقات الکبری ، بیروت ، ۱۳۷۶ ھ ، المجلد الاول صفحہ ۲۳۳ نیز المجلد الثانی صفحہ ٦ (آیندہ اسے ابن سعد کہا جائیگا) ـ محمد بن جریر الطبری ، تاریخ الامم والملوک ، مصر ، طبع اول ، الجزء الثانی ، صفحہ ۲۴۸ (آیندہ اسے طبری کہا جائیگا)

۵ ـ ہم نے یہ بیان ابن حجر العسقلانی کی فتح الباری ، جلد ۱۵ ، قاھرہ ، ۱۳۹۸ ھ/ ۱۹۷۸ ع ، صفحہ ۹۰ سے لیا ھے ـ (آیندہ اسے فتح الباری کہا جائیگا) ـ

٦ ـ تاریخ الیعقوبی ، بیروت ، ۱۳۷۹ ھ/ ۱۹۶۰ ع ، الجزء الثانی ، صفحہ ۴۱ (اسے آیندہ یعقوبی دہا جائیگا) ـ

۷ ـ ابن عبدالبر ، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ، مصحح علی محمد البجاوی ، قاھرہ ، الجزء الاول ، صفحہ ۴۱ (آیندہ استیعاب کہا جائیگا) ـ ابن الاثیر ، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ، ۱۳۷۷ ھ کے لگ بھگ ، صفحہ ۲۱ ـ سمھودی صفحہ ۲۴۷ ـ القسطلانی ، المواھب اللدنیہ ، مصحح مصطفی تاج ، ۱۳۲۶ ھ/ ۱۹۰۷ ع ، الجزء الاول ، صفحہ ٦۷ (آیندہ قسطلانی کہا جائیگا) ـ

۸ ـ دیکھیے : استیعاب ، صفحہ ۳۱ ـ فتح الباری ، صفحہ ۹۸ ـ حسین بن محمد الدیار بکری ، کتاب الخمیس فی احوال نفس نفیس ، مخطوطہ بایزید کتب خانہ (استنبول) نمبر ۵۲۵ ، صفحہ ۱۶۳ الف و ب ، سمہودی صفحہ ۲۳۶ ـ قسطلانی صفحہ ۶۷ ـ الزرقانی ، شرح المواھب اللدنیہ الجزء الاول صفحہ ۳۰۷ ـ ابن سعد ، الجزء الاول ، صفحہ ۲۳۵ ، البیرونی ، کتاب الآثار الباقیہ ، مصحح زخاؤ لیپسک ، ۱۹۲۳ عـ ، صفحہ ۳۰ ، وغیرہ ـ

۹ ـ مسلم ، حدیث نمبر ۲۰۰۹ ـ بخاری صفحہ ۳۳۵ (فتح الباری ، نمبر ۳۹۰۶) ـ الحاکم ، المستدرک علی الصحیحین فی الحدیث ، الطبع الاولی ، حیدر آباد (دکن) ، الجزء الثالث ، صفحہ ۸ ـ (آئندہ مستدرک کہا جائیگا ـ)

۱۰ ـ „ واقعات سیرت نبوی میں توقیتی تضاد اور اس کا حل " ، برھان (دھلی) ـ جلد ۵۲ (۱۹۶۳ ء) ، صفحہ ۲۶۵ ـ

۱۱ ـ مثلاً دیکھیے محمد لبیب البتنونی ، الرحلہ الحجازیہ ، مصر ، الطبع الثانی ، ۱۳۲۹ ھـ ، صفحہ ۲۵۲ ـ

۱۲ ـ سمہودی ، صفحہ ۹ ـ

۱۳ ـ القرآن ، ۹ : ۱۰ (سورہ نمبر ۹ آیت نمبر ۱۰) ، ۹ : ۱۲ ، ۳۳ : ۱۳ ، ۳۳ : ۶۰ ، ۳۳ : ۸ ـ کتب احادیث میں حرم مدینہ سے متعلق باب ـ سمہودی صفحات ۸ تا ۱۰ و ۸۹ تا ۱۰۲ ـ محمد اسلم ملک ، „ مدینہ کی قدیم تاریخ " نقوش کا رسول نمبر جلد دوم ، صفحات ۳۲۲ تا ۳۶۸ : دیکھیے صفحات ۳۳۵ تا ۳۳۵ ـ (آئندہ اسلم ملک کہا جائیگا ـ)

ڈاکٹر محمد حمید اللہ **The Battlefields of the Prophet Muhammad**
طبع بعد نظرثانی ، کراچی ، صفحات ۱۰ تا ۱۲ نیز ۲۳ تا ۲۳ ـ آئندہ حمیداللہ کہا جائیگا) ـ

۱۴ ـ سمہودی ، صفحات ۹۶ تا ۱۰۳ ـ حمیداللہ ، صفحات ۱۱ ـ ۱۲ ـ

۱۵ ـ سمہودی ، صفحہ ۹۱ ـ حمیداللہ ، صفحہ ۲۳ ـ

۱۶ ـ دیکھیے مثلاً اسلم ملک ، صفحہ ۳۳۵ ـ

۱۷ ـ حمیداللہ ، صفحہ ۲۳ ـ

۱۸ ـ فادر بوھل ، „ المدینہ " دائرہ المعارف الاسلامیۃ (انگریزی) ، لیڈن ، ۱۹۳۶ ء ، جلد سوم ، صفحات ۸۳ تا ۹۲ : دیکھیے صفحہ ۸۳ ـ (آئندہ فادر بوھل کہا جائیگا)

۱۹ ـ سمہودی ، صفحہ ۱۹۳ ـ

۲۰ ـ ایضاً

۲۱ ـ بخاری ، صفحہ ۳۸ (حضرت انس کی روایت) ـ سمہودی ، صفحہ ۲۳۶ ـ

۲۲ ـ فادر بوھل ، صفحہ ۸۵ ـ

۲۳ ـ حمیداللہ ، صفحہ ۳۱ ـ مدینہ کا اسکیچ ،

۲۴ ـ ابن اسحق (ابن ھشام ، صفحہ ۳۳۶)

۲۵ ـ حضرت ابو ایوب خالد بن زید الانصاری کا تعلق بنوغنم بن مالک بن النجار کی شاخ ثعلبہ بن عبد عوف بن غنم سے تھا ـ دیکھیے ابن ھشام ، صفحہ ۵۰۲ ـ

۲٦ ـ یعنی پہاڑوں اور حروں کے درمیان کا میدانی عـلاقہ ـ یہ علاقہ بھی ہمـوار نہیں اور اس میں سلع کا پہاڑ بھی واقع ہے ـ

۲۷ ـ فادر بوھل (صفحہ ۸۲) کا فرمانا ہے کہ مدینتا (Medinta) آرامی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی اختیار کا عـلاقہ (area of jurisdiction) ہے اور ثانوی معنی شہر کے ہیں ـ لہذا وہ خیال کرتے ہیں کہ یہـودی اس لفظ کو استعمال کرتے ہونگے ـ لیکن بطلیموس اور استیفان بازنطینی یثربا کا لفظ استعمال کرتے تھے جسکا خـود فادر بوھل نے ذکر کیا ہے ـ
اس سے ظاہر ہے کہ اصل نام یثرب تھا ـ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ آنحضور کے زمانے میں یہ نام مستعمل تھا ـ

۲۸ ـ قباء کی موجودہ بستی مدینہ کے موجودہ شہر سے دو تین میل کے فاصلہ پر ہے ـ (دیکھئے حاشیہ ۲۹) ڈاکٹر حمیداللہ صاحب کا بیان ہے کہ مدینۃ النبی کا قصبہ میونسپل عـلاقہ کے وسط میں ہے ـ (دیکھئے حمیداللہ ، صفحات ۲۳ ـ ۲۴) یعنی موجودہ شہر آنحضورؐ کے زمانہ کے شہر سے وسیع تر ہے ـ لہذا ظاہر کہ اس زمانہ میں بھی دونوں آبادیوں کے درمیان دو تین مـیل سے کم کا فاصلہ نہیں رہا ہـو گا ـ

۲۹ ـ البتنونی ، الرحلہ الحجازیہ ، صفحہ ۲۵٦ ـ فادر بوھل،، المدینہ ،، صفحہ ۹۱،،امام ابن حجر کہتے ہیں کہ مسجد نبوی سے قباء کا فاصلہ ایک فرسـخ ہے (فتح البـاری ، جـلد ۱۵ صفحہ ۹۸)

۳۰ ـ مثلاً حضرت انس سے ایک روایت میں آیا ہے کہ جب آنحضورؐ مـدینہ تشریف لائے تو قباء میں قیـام پذیر ہوئے ـ اسی طرح حضرت اسماء کا بیان ہے کہ جب وہ مدینہ آئیں تو قباء میں ٹھہریں ـ ظاهـر ہے کہ مـدینہ کی جگہ حرم مدینہ بلکہ یثرب رہا ہو گا جسے راویوں نے مدینہ بنا دیا ـ

۳۱ ـ دیکھیے مثلاً رچرڈ برٹن (Richdrd Burton) .
Personal Narrative of a Pilgrimage to al — Madineh and Meccah نیویارک ، ۱۹٦۴ ء ، جـلد اول ، صفحات ۲۷۸ و ۲۷۹ ـ (آئندہ رچرڈ برٹن کہا جائیگا) ـ سمہودی ، صفحہ ۵۹ ـ

۳۲ ـ رچرڈ برٹن ، جلد اول ، صفحہ ۲۷۹ ـ

۳۳ ـ سمہودی ، صفحات ۱۹۹ تا ۲۱۴ ـ

۳۴ ـ محمد بن موسی الخوارزمی کا (بقول الحاکم) کہنا ہے کہ آنحضورؐ نے پنج شنبہ کو خروج کیا ـ الحاکم کا محمد بن موسی کے متعلق یہ بیان ہم نے ابن حجر (فتح الباری جلد ۱۵ ، صفحہ ۹۰) السمہودی (صفحہ ۲۴۰) اور القسطلانی (صفحہ ٦۱) سے لیا ہے ـ

۳۵ ـ ابو بکر بن حـزم کے متعلق ابن حجر وغیرہ نے کہا ہے کہ ان کا بیان ہے کہ آنحضورؐ نے صفر کی تین راتیں باقی تھیں کہ مکہ سے ھجرت فرمائی ـ (فتح الباری ، صفحہ ۹۸ ـ سمہودی ،

صفحہ ۲۴۷ ۔ قسطلانی صفحہ ٦٧) ۔ مورخین صفر کے مہینہ کو ۲۹ دن کا متصور کرتے ھیں ۔ یعنی ابن حزم کا بیان ۲٦ صفر کا ھے ۔

۳٦ ۔ حضرت اسماء بنت حضرت ابی بکر ، حضرت عائشہ ، حضرت جابر بن عبداللہ ، حضرت ابن عباس وغیرہ کا بیان ھے کہ آنحضور نے غار ثور میں تین راتیں بسر کیں ۔ (دیکھیے ابن ہشام ۳۲۹ ۔ ۳۳۰ ، بخاری ، صفحہ ۳۸ ، ابن سعد صفحہ ۲۲۹ ۔ ابن کثیر ، البدایہ والنہایہ فی التاریخ ، مصر ، ۱۳۵۱ ھ ۔ ۱۹۳۲ ء صفحات ۱۸۱ و ۱۹۱ ۔ ابن الاثیر صفحہ ۲۱ ۔ سمہودی صفحہ ۲۳۹ ۔ قسطلانی صفحہ ٦٧ ۔ ابن سید الناس الیعمری ، عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر ، قاھرہ ، ۱۳۵٦ ھ ، الجزء الاول ، صفحہ ۱۸۴ ۔)

۳۷ ۔ ابراھیم رفعت پاشا ، مرأۃ الحرمین ، قاھرہ ، ۱۳۴۴ ھ ، الجزء الاول ، صفحہ ٦۱ ۔ ابراھیم پاشا تقریباً ساڑھے پانچ میل بتاتے ھیں ۔ البتنونی اسے مکہ سے جنوب میں دو گھنٹہ کے فاصلہ پر بتاتے ھیں (صفحہ ۵۵) ۔

۳۸ ۔ دو شنبہ کے بارے میں روایات اوپر درج کی گئی ھیں ۔ یہاں ھم مکہ سے ھجرت یا خروج کے معنی مکہ کو خیر باد کہنا یعنی غار ثور سے روانگی لے رھے ھیں ۔ مکہ سے رات کے وقت خروج کی جو روایات آئی ھیں بعد کے مصنفین نے اسکا غلط مطلب نکالا اور یہ خیال کیا کہ اس سے مراد گھر سے خروج تھا جبکہ ھماری دانست میں اولین رواہ کا مطلب مکہ یعنی غار ثور سے خروج تھا ۔ بعض راویوں نے واضح طور پر غار ثور سے روانگی کا وقت رات کا وقت بتایا ھے ۔ مثلاً حضرت البراء کی روایت سے صاف ظاھر ھے کہ روانگی سے مراد غار سے روانگی ھے نیز یہ کہ یہ بات جانی بوجھی تھی کہ روانگی شب میں ھوئی ۔ (بخاری ، صفحہ ۴۳ ۔ مسلم ، حدیث نمبر ۲۰۰۹ ۔ مسند ، حدیث نمبر ۳ ۔) ھشام بن محمد بن السائب الکلبی ، عبدالملک المذھجی وغیرہ بھی غار سے روانگی شب میں بتاتے ھیں ۔ دیکھیے ابن سعد ، الجزء الاول ، صفحہ ۲۳۲ ۔ استیعاب صفحہ ۳۱ ۔ علاء الدین مغلطائی ،کتاب الاشارہ الی سیرت المصطفی ، مخطوطہ بایزید نمبر ۵۲۳٦ ،صفحہ ۱۳ الف۔ حضرت ابو معبد الخزاعی جن کے خیموں میں آنحضورؐ نے قدید میں قیلولہ فرمایا تھا ان کا بھی بیان ھے کہ آنحضورؐ نے مکہ سے شب میں مدینہ کے لئے ھجرت فرمائی (مستدرک ، صفحہ ۱۱) انکے بیان سے واضح ھے کہ غار ثور سے روانگی مراد ھے ۔ ابن کثیر کی روایت میں یہ وضاحت موجود ھے ۔ دیکھیے صفحہ ۱۹۲) ۔ کئی روایات میں آیا ھے کہ آنحضورؐ نے یکم ربیع الاول کو مکہ سے ھجرت فرمائی جن میں سے بعض میں غار ثور کی بھی صراحت ھے کہ آنحضورؐ یکم ربیع الاول کو غار ثور سے روانہ ھوئے ۔ دیکھیے استیعاب ، صفحہ ۳۱ ۔ فتح الباری ، صفحہ ۹۷ اور ۹۸ ۔ الدیار بکری صفحہ ۱۵۷ ۔ ب تا ۱٦۳ الف ۔ سمہودی ، صفحات ۲۳۹ و ۲۴۷ ۔ قسطلانی صفحہ ٦۱ ۔ ابن الاثیر اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ ۹۷ اور ۹۸ ۔ الدیار بکری صفحہ ۱۵۷ ۔ ب تا ۱٦۳ الف ۔ سمہودی ، صفحات ۲۳۹ و ۲۴۷ ۔ قسطلانی صفحہ ٦۱ ۔ صفحہ ۲۱ ۔

۳۹ ـ ابن سعد ، الجزء الاول ، صفحہ ۲۳۲ ـ

۴۰ ـ ابن سعد ، الجزء الاول ، صفحہ ۲۳۲ ـ ابن ھشام ، صفحہ ۳۳۰ ـ ابن سعد نے راحوا کا لفظ استعمال کیا ھے ـ اسکے معنی نزول آفتاب کے بعد یا شام میں سفر کرنے کے ھیں ـ دیکھیے Lane کی Arabic — English lexicon مادہ « روح » (لاھور ، صفحہ ۱۱۲۸) ـ
ابن اسحق نے جو اشعار نقل کیے ھیں اس سے بھی یہی اندازہ ھوتا ھے ـ

۴۱ ـ ابن ھشام ، صفحہ ۳۳۱ ـ

۴۲ ـ مسند ، حدیث نمبر ۳ ـ

۴۳ ـ ابن ھشام ، صفحات ۳۳۱ و ۳۳۲ ـ بخاری ، صفحہ ۳۹ ـ

۴۴ ـ مسند (حدیث نمبر ۳) روایت حضرت البراء بن عازب ـ

۴۵ ـ السمھودی (صفحہ ۲۴۰) کہتے ھیں کہ جیسا کہ ابن سعد میں آیا ھے کہ سراقہ سہ شنبہ کو آنحضورؐ کو جاملا ـ تمام روایات سے واضح ھے کہ آنحضور اسوقت سفر میں تھے ـ لھذا یہ واقعہ قدید پہنچنے اور ام معبد کے یہاں قیام سے پہلے کا بن جائیگا ـ لیکن سراقہ کا بیان ھے کہ قریش کے مخبر انعام کے بارے میں اطلاع لے کر آچکے تھے اور وہ اپنے قبیلہ مدلج کی کسی مجلس میں بیٹھا ھوا تھا کہ آنحضورؐ کے گذرنے کی اطلاع ملی (بخاری ، صفحہ ۳۹) ـ اسکا تعلق بنو مدلج سے تھا ـ اس سے اندازہ ھوتا ھے کہ واقعہ زیر نظر قدید سے آنحضورؐ کی روانگی کے بعد پیش آیا ـ نیز واقعہ کی جو تفصیلات بیان کی جاتی ھیں اس سے ظاھر ھے کہ یہ دن کے وقت کا ماجرا ھے ـ لھذا ھم نے اسے چھار شنبہ کا واقعہ قرار دیا ھے ـ (ابن سعد ، صفحہ ۲۳۲ ، عبدالملک المذھجی سے مروی ھیں کہ جب آنحضورؐ قدید سے روانہ ھونے تو سراقہ انکے راستہ میں آیا ـ خود ابن سعد سے واضح ھے کہ آنحضور ﷺ کی روانگی مغرب کے قریب ھوئی تھی ـ لھذا اس بیان کے بموجب چھار شنبہ کو ھی سراقہ نے راستہ روکنے کی کوشش کی ھو گی ـ)

۴۶ ـ بخاری ، صفحہ ۳۹ ـ مسند ، حدیث نمبر ۳ ـ

۴۷ ـ بخاری ، صفحہ ۴۰ ـ صفحہ ۱۱ ـ سمھودی ، صفحہ ۹۴۳ ـ

۴۸ ـ ایضاً ـ

۴۹ ـ (بقول ابن حجر) موسی بن عقبہ (فتح الباری ، صفحہ ۹۷) ـ سمھودی ، صفحہ ۲۴۳ ـ

۵۰ ـ سمھودی ، صفحہ ۲۴۳ ـ

۵۱ ـ ایضاً ـ

۵۲ ـ سمھودی ، صفحہ ۲۴۳ ـ (السمھودی ، ابو سلیمان الخطابی سے حضرت بریدہ کے راستہ میں سواروں کے ساتھ آنحضورؐ کے پاس آنے اور ان سے گفتگو کا واقعہ بیان کرتے ھیں ـ نیز وہ مروی ھیں کہ ابن الجوزی اپنی شرف المصطفی میں البیھقی کے واسطے سے حضرت بریدہ کا سواروں کے ساتھ روانہ ھونے اور راستہ میں آنحضورؐ سے ملنے اور اسلام لانے کا واقعہ بیان کرتے ھیں ، اور صبح میں عمامہ کا جھنڈا بنا کر آنحضورؐ کے آگے آگے چلنے اور ٹھہرنے کی

جگہ کے بارے میں سوال کرنے کا ذکر کرتے ھیں ۔

۵۳ ۔ السمھودی نے جو البیہقی سے روایت نقل کی ھے اس سے یہی نتیجہ نکلتا ھے ۔ کیونکہ صبح کے وقت حضرت بریدہ کہتے ھیں کہ ھم جھنڈے کے بغیر مدینہ میں داخل نہیں ھونگے جس سے ظاھر ھوتا ھے کہ یہ واقعہ یثرب میں داخلہ سے کچھ ھی پہلے پیش آیا تھا ۔

۵۴ ۔ الحرة الوبرة یثرب کے جنوب مغرب میں واقع ھے ۔

مکہ سے آنے والا وادی العقیق کو عبور کر کے الحرة الوبرة پہنچتا ھے ۔ مکہ سے آنے والوں کے بارے میں السمھودی کا بیان ھے کہ ایام جاھلیہ میں وہ ثنیة الوداع آتے تھے اور اسکے بعد مدینہ میں داخل ھوتے تھے ۔ ڈاکٹر حمیداللہ صاحب کے اسکیچ میں اسے قباء کی مسجد کے جنوب میں دکھایا گیا ھے ۔ ڈاکٹر صاحب نے اسکی جو تصویر شایع کی ھے اس سے اندازہ ھوتا ھے کہ روایات میں جس اونچائی والی جگہ کا ذکر آتا ھے اس سے مراد ثنیة الوداع کی یہ چھوٹی سی پہاڑی ھو گی ۔ آنحضورؐ کے یہاں شب میں وارد ھونے کی روایات اوپر پیش ھو چکی ھیں ۔

۵۵ ۔ ۸ ربیع الاول کی تاریخ الشعبی ، عبدالرحمن بن المغیرہ ، محمد بن موسی الخوارزمی ، ابو الریحان البیرونی وغیرہ نے دی ھے ۔ البیرونی نے لکھا ھے کہ الشعبی نے کہا ھے کہ اس تاریخ میں کسی قسم کا شبہ نہیں ۔ تقویمی قاعدہ کے لحاظ سے ۸ ربیع الاول ۱ ھ دو شنبہ کو پڑتا ھے ۔ اسکی عیسائی تقویم میں مطابقت ۲۰ ستمبر ۶۲۲ سے اور یہودی ۔ عالمی تقویم میں ۱۰ تشری ۴۳۸۳ سے ھے ۔

۵۶ ۔ سمھودی ، صفحہ ۲۴۳ ۔

۵۷ ۔ یہ بات تو ھم حساب کی بنیاد پر بھی کہہ سکتے تھے کیونکہ تقویمی حساب سے ۸ ۔ ربیع الاول

Elements of the jewish and Muhammedan Calendars, (Burnaby) الندن ، ۱۹۰۱ ء ،

۱ ھ مطابق ھے ۱۰ تشری ۴۳۸۳ عالمی ۔ یہودی کے (دیکھئے برنیبی صفحہ ۳۰۲) ۔ یہودی ۱۰ تشری کو یوم ھکپورم یا کپور مناتے ھیں اور اس روز کو عاشور کہتے ھیں ۔ (دیکھیے Encylopaedia of Religion and Ethies ، جلد پنجم ، ۱۹۶۰ ، صفحات ۸۶۷ و ۸۸۰) لیکن ھمارے پاس بہت سی روایات ھیں جن سے یہ امر ثابت ھے ۔ مثلاً حضرت ابن عباس سے روایت ھے کہ آنحضورؐ جب مدینہ (یعنی یثرب) پہنچے تو انھوں نے یہودیوں کو عاشوراء کا روزہ رکھے ھوئے پایا اور خود بھی روزہ رکھا اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ بھی روزہ رکھیں (بخاری ، جلد اول ، صفحہ ۴۹۸ ۔ مسلم ۲۵۱۸ تا ۲۵۲۱ اور ۲۵۳۰ ۔ مسند ابن حنبل نمبر ۲۶۴۳ و ۲۸۳۲ ۔ سنن ابن ماجہ ، ۱۷۳۴ ۔ ۱۷۳۵ ۔ سنن الدارمی ، ۱۷۴۱)

بعض اصحاب کے خیال میں صوم عاشوراء کا حکم ۲ ھ میں دیا گیا ۔ لیکن روایات میں جس

انداز کا حکم آیا ہے (کہ جنھوں نے کھا پی لیا ہو وہ دن کا باقی حصہ روزہ میں گزاریں اور جنھوں نے کھایا پیا نہ ہو وہ دن روزہ میں گذاریں) وہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ حکم ۲ ھ کا نہیں ہو سکتا ـ

۵۸ ـ ام المومنین حضرت صفیہ سے مروی ہے کہ یہودی قبیلہ بنو نضیر کے سرداران حیی بن اخطب اور اسکا بھائی (یعنی حضرت صفیہ کا والد اور انکا چچا) آنحضور کی قباء میں آمد کا ذکر سن کر طلوع آفتاب سے قبل ملاقات کیلئے روانہ ہو گئے ـ (ابن ہشام ، صفحہ ۳۵۴) ـ اسی طرح حضرت عبداللہ بن سلام جو اسوقت تک بظاہر یہودی تھے انکو بھی اطلاع اسوقت ملتی ہے جبکہ وہ اپنے پائین باغ میں کھجور کے درخت پر چڑھے ہوئے تھے ـ موسم کے متعلق جو روایات آئی ہیں (یعنی یہ کہ سخت گرمی تھی) انکے پیش نظر یہی محسوس ہوتا ہے کہ طلوع آفتاب سے قبل انہیں بھی اطلاع ملی ہو گی ـ (ابن ہشام ، صفحہ ۳۵۳ ـ بخاری ، صفحہ ۴۲ : فتح الباری نمبر ۳۹۱۱ ـ ابن سعد ، صفحہ ۱٦)

۵۹ ـ سمہودی ، صفحہ ۲۴۳ ـ ۲۴۵ ـ بقول رزین (بقول السمہودی) حضرت عبدالرحمن بن یزید بن جاریہ کا بیان انکے پوتے مجمع بن یعقوب کی معرفت یحیی الحسینی نے اپنی کتاب اخبار المدینہ میں دیا تھا ـ السمہودی کا کہنا ہے کہ اس کتاب کا جو نسخہ انہوں نے دیکھا تھا اسمیں یہ روایت منقول نہیں تھی ـ یہ خیال کرنا کہ رزین نے غلط بیانی کی ہے مضحکہ خیز ہو گا ـ رزین نے طاہر بن یحیی سے منقول نسخہ دیکھا تھا جبکہ سمہودی نے طاہر کے بھتیجے سے منقول نسخہ دیکھا تھا ـ ظاہر ہے کہ اس روایت کے مشہور روایت کے متضاد ہونے کے باعث یحیی کے پوتے نے اپنے نسخہ سے اسے حذف کر دیا ہو گا ـ (سمہودی میں طاہر کے بیٹے کا ذکر ہے جو مصحح کی غلطی معلوم ہوتی ہے)

٦٠ ـ سمہودی صفحہ ۲۴۳ ـ

٦۱ ـ السمہودی (از رزین از مجمع بن یعقوب بن مجمع بن یزید بن جاریہ از یعقوب بن مجمع بن یزید از یزید بن جاریہ) ، صفحات ۲۴۳ ـ ۲۴۵ ، قباء میں تین دن کے قیام کی جو روایات آئی ہیں ان سے ہم نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یہ مدت آنحضورؐ کے مدینہ آنے سے قبل حضرت کلثوم کے گھر رہائش کی مدت ہے ـ روایات میں حضرت سعد بن خیثمہ کے یہاں قیام کا بھی ذکر ہے اور حضرت کلثوم کے یہاں بھی ـ چنانچہ ابن حبیب اور ابن سعد وغیرہ کی صراحت کہ قیام تو حضرت کلثوم کے یہاں تھا لیکن لوگوں سے ملاقات حضرت سعد کے یہاں ہوتی تھی کا مطلب ہم نے یہ نکالا ہے کہ جب آنحضورؐ قباء پہنچے تو دو شنبہ کا دن حضرت سعد کے یہاں گذارا اور اسکے بعد شب سہ شنبہ سے حضرت کلثوم کے یہاں قیام رہا ـ

٦۲ ـ سمہودی ، صفحہ ۲۴۵ ـ

٦۳ ـ ابن ہشام ، صفحات ۳۲۳ و ۳۳۳ ـ ابن سعد صفحہ ۲۳۳ ، السمہودی ، صفحہ ۲۳٦ ـ

٦۴ ـ ابن ہشام ، صفحہ ۳۳۳ ـ سمہودی ، صفحات ۲۴۵ ـ ۲۳٦ ـ ، ابن سعد ، صفحہ ۲۴۳

٦۵ ـ ابن ہشام ، صفحات ۳۱۵ تا ۳۲۳ ـ ابن اسحق کی روایت سے ظاہر ہے کہ بیشتر مہاجرین قباء

میں مقیم تھے ـ (بقول السمهودی) ابن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول میں سے متقدم مہاجرین اور انصار نے نماز پڑھنے کے لئے قباء میں ایک مسجد بنا لی تھی ـ (سمہودی ، صفحہ ۲۵۰) ـ نیز دیکھیے ابن سعد ، صفحہ ۲۲٦ ـ

٦٦ ـ تمام روایات سے مسترشح ہے کہ بنو عمرو بن عوف آنحضورؐ کی آمد سے پہلے مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے اور وہاں ایک مسجد بھی بن چکی تھی ـ

٦۷ ـ ابن سعد ، الجزء الاول ، صفحہ ۲۳۳ ـ

٦۸ ـ حضرت صفیہ کا بیان (ابن ہشام ، صفحہ ۳۵۴)

٦۹ ـ ابن ہشام صفحہ ۳۵۳ ـ

۷۰ ـ دیکھئے حوالہ جات حاشیہ نمبر ۵۷ ـ

۷۱ ـ سمہودی ، صفحہ ۲۴۵ ـ

۷۲ ـ الشعبی ، عبدالرحمن بن المغیرہ ، محمد بن موسی الخوارزمی ، البیرونی وغیرہ نے ۸ ربیع الاول کی تاریخ دی ہے ـ حوالہ کے لیے دیکھیے حاشیہ نمبر ۵۷

۷۳ ـ رزین کا (بقول السمهودی ، صفحہ ۲۴۳) بیان ہے کہ آپ ایک کھجور کے درخت کے سائے میں اترے اور اسکے بعد حضرت کلثوم کے گھر منتقل ہوئے ـ عروہ کی (بخاری ، صفحہ ۴۰) روایت میں درخت کا ذکر نہیں لیکن انکی روایت میں باقی اور باتیں مذکور ہیں ـ

۷۴ ـ بخاری ، صفحہ ۴۰ (عروہ بن الزبیر کی روایت) ـ سمہودی ، صفحہ ۲۴۵ و ۲۴۸ ـ ابن ہشام، صفحہ ۳۳۳ ـ ۳۳۴

۷۵ ـ سمہودی ، صفحہ ۲۴۵ ـ (رزین از یحیی الحسینی از مجمع بن یعقوب از یعقوب بن عبدالرحمن بن یزید و سعید بن عبدالرحمن بن رقیش ـ از حضرت عبدالرحمن بن یزید بن جاریہ) ،

۷٦ ـ تقویمی حساب سے سنہ ھـ میں ربیع الاول کی پہلی تاریخ ۱۳ ستمبر ٦۲۲ ء کے مطابق ہے

۷۷ ـ ابن ہشام ، صفحہ ۳۳۳ ـ سمہودی ، صفحہ ۲۴۸ ـ بخاری ، صفحہ ۴۰ ـ

۷۸ ـ دیکھیے حاشیہ ۵۷ ـ علاوہ ازیں محمد بن اسماعیل بن مجمع سے یحیی الحسینی (بقول السمهودی ، صفحہ ۲۴۵) نقل کرتے ہیں کہ آنحضور جب حضرت کلثوم کے گھر پہنچے تو آپ نے رطب (تازہ کھجور) طلب فرمائے ـ ابن الجوزی (الوفا ، الجزء الاول ، صفحہ ۵۷۱) نے حضرت انس کا بیان نقل کیا ہے کہ آنحضور رطب سے ورنہ تمر (خشک کھجور) سے روزہ افطار کیا کرتے تھے ـ ایسی ہی ایک روایت (بقول السمهودی ، صفحہ ۷۲) بزاد نے بھی نقل کی ہے ـ

۷۹ ـ آنحضور روزہ سے تھے لہذا کھانے وغیرہ کا سلسلہ نہ تھا ـ نیز یہ کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ آنحضور نے قباء یا بنو عمرو بن عوف میں تین دن گذارے ـ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اولین راوی نے کہا تھا کہ حضرت کلثوم کے ہاں تین دن کے قیام کے بعد آنحضور مدینہ تشریف لائے لیکن بعد کے راوی نے حضرت کلثوم کی جگہ انکی آبادی (بنو عمرو بن عوف) یا علاقہ (قباء) کا ذکر کر دیا ـ اگر آنحضور حضرت کلثوم کے گھر مغرب کے بعد سہ شنبہ کی شب میں گئے تو جمعہ کو مدینہ تشریف لے

جانے سے پہلے انکا قیــام سہ روزہ ہو گا ۔ عــلاوہ ازیں رزین کا ایک بیان السمهودی نے نقل کیا ہے کہ آنحضور پہلے کھجور کے ایک درخت کے سایہ میں اترے پھر وہاں سے حضرت کلثوم کے ہاں منتقل ہوئے (سمہودی ، صفحہ ۲۴۳)

۸۰ ۔ الحاکم (المستدرک ، الجزء الثالث ، صفحہ ۱۱) میں حضرت الزبیر بن العوام سے ایک روایت آئی ہے جس میں خروج کا ذکر سننے سے اگر یہ مــراد لیے جائیں کہ جب سے آنحضــورؐ قبــاء میں تشریف فرما تھے (کہ یہی وقت خــروج سے باخبر ہونے کا ہو سکتا ہے) تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا بیان اس روایت پر مبنی ہے ۔ یہ روایت انکے صاحبزادے عــروہ کے واسطے سے مروی ہے ۔
یہ تمام روایات بظاہر آنحضور کے یثرب میں داخلہ کے دن کی روداد بیان کرتی ہیں ۔ بعض روایات میں الحــرہ سے دائیں طرف مڑ کر قباء جانے کا بھی ذکر آیا ہے ۔ لیکن ہم آگے اس سے بحث کرینگے کہ یہ روایات دراصل مدینہ تشریف لانے کے دن سے تعلق رکھتی ہیں ۔

۸۱ ۔ یہ جگہ الحرة الوبرة کے پشت پر بتائی جاتی ہے ۔ حرة بلند پتھریلی جــگہ کو کہتے ہیں جو پہاڑوں کے آتش فشاں مــادہ سے بنتی ہے یا آتش فشانی کا سلسلہ بنــد ہو جانے کے بعد جو پہاڑی بچ رہتی ہے اسے کہا جاتا ہے ۔

۸۲ ۔ فتح الباری ، صفحہ ۹۷ (از الحاکم از عبدالرحمن بن عویم بن ساعدہ از اصحاب رسول اللہ جو انکی قوم یعنی بنو عمرو بن عــوف یا بنو امیہ بن زید بن مــالک بن عــوف بن عمرو بن عوف کے صحابی تھے) ۔ ابن ہشام ، صفحات ۳۳۳ ۔ ۳۳۴ ۔

۸۳ ۔ ابن ہشام ، صفحہ ۳۳۴ ۔ فتح البّاری صفحہ ۹۷ ۔ بخاری ، صفحہ ۳۰ ۔

۸۴ ۔ ابن ہشام ، صفحہ ۳۳۵ ۔ ابن سعــد ، الجزء الاول ، صفحہ ۲۳٦ ۔

۸۵ ۔ عبدالعزیز بن عبیداللہ بن عثمان بن حنیف (بقول یحیی بقول السمهودی) ۔ دیکھیے سمہودی ، صفحہ ۲۴۹ ۔

۸٦ ۔ ایضاً ۔

۸۷ ۔ سمہودی ، صفحہ ۲۵۰

۸۸ ۔ ایضاً ۔

۸۹ ۔ حضرت عمارہ بن خزیمہ کی روایت (سمہودی صفحہ ۲۵٦) ۔ رزین کا بیان (سمہودی ۲۵۸) عروہ کا بیان (بخاری ، صفحہ ۳۰)

۹۰ ۔ امام البخاری التاریخ الصغیر میں حضرت انس سے روایت کرتے ہیں (ہم نے سمہودی ، صفحہ ۲۵۵ سے لیا ہے) ۔ حضرت انس سے امام ابن حنبل کی روایت ۔ (ہم نے ابن کثیر ، صفحہ ۲۰۰ سے لیا ہے)

۹۱ ۔ ابن ہشام ، صفحہ ۳۳۳ ۔ وہ بیانات جو بظاہر یثرب میں آمد کے بــارے میں ہیں ہمارے خیال میں وہ دراصل آنحضور کی مــدینہ میں آمــد سے متعلق ہیں ۔

۹۲ ۔ ابن عائذ (بقول ابن حجر فتح الباری ، صفحہ ۱۰۰) ۔ عروہ بقول ابو الاسود (بقول ابن حجر

فتح الباری ، صفحہ ۱۰۰)

۹۳ ۔ ابن ہشام ، صفحہ ۳۳۵

۹۴ ۔ ابن کثیر صفحات ۱۹۶ ۔ ۱۹۷ ۔ ابن کثیر کے بیان کے مطابق البیہقی نے دلائل النبوۃ میں ابن عائشہ سے استقبالیہ نظم بھی نقـل کی ہے :

طلـع البـدر علینـا من ثنیـات الوداع
وجـب الشـکر علینـا مادعـا لله داع

۹۵ ۔ ابن ہشام ، صفحہ ۳۳۵ ۔

۹۶ ۔ حضرت عائشہ اور عروہ کا بیان ہے کہ آنحضور نے قباء میں بضع عشرہ راتیں گذاریں یعنی ۱۳ سے ۱۹ راتیں ۔ حضرت انس نے واضح طور پر ۱۴ راتوں کا ذکر کیا ۔ لہـذا ابن اسحق وغیرہ نے چہار روزہ قیام کی روایت کا جو مطلب نکالا ہے ظاہر ہے کہ غلط ہے ۔ اولین رواۃ کی مراد یہ رہی ہو گی کہ آنحضور چـار دن قباء میں قیـام کے بعد مدینہ پہلی مرتبہ تشریف لائے نہ کہ وہ پانچویں دن قباء سے مدینہ منتقل ہو گئے ۔

۹۷ ۔ رزین کا بیان (بقول السمهودی صفحہ ۲۵۸) ہے کہ آنحضورؐ تمـام مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت کے سـاتھ روانہ ہوئے ۔ رزین کے بیـان کے بموجب یہ مـدینہ میں پہلی مرتبہ آنے کا بھی واقعہ ہے اور رہائش منتقل کرنے کا بھی ۔ ہمارے خیال میں چونکہ یہ دو مختلف واقعات ہیں ہم نے رزین کے بیـان کـو صـرف اس دن کے واقعـہ کے بارے مـیں قرار دیا ہے جس دن آنحضور قبـاء سے مـدینہ منتقل ہوئے ۔ ہمارے خیال کی بنیاد حضرت انس کے اقوال پر ہے ۔ ایک قول کے مطابق آنحضورؐ جب مـدینہ آئے یعنی قباء سے مـدینہ آئے تو حضرت انس اور دوسرے بچے استقبال کے لیے پہلے سے آئے ہوئے تھے (سمہودی ، صفحہ ۲۵۵) دوسرے قول کے مطابق جب آنحضور حضرت انس وغیرہ کی معیت میں مدینہ میں داخـل ہوئے تو انصار نے آنحضور کو اپنے ساتھ قیام کے لیے کہا لیکن آنحضور نے فرمایا کہ اونٹنی سے کہو کہ وہ اس بارے میں مامور ہے ۔ اونٹنی نے حضرت ابو ایوب کے دروازہ پر گھٹنے ٹیک دئیے اور ہمسایہ خواتین دف بجاتی ہوئی استقبـال کـو آئیں ۔ (ابن کثیر ، صفحہ ۲۰۰ بحوالہ البیہقی کی دلائل النبوۃ) تیسرے قول کی مطابق آنحضورؐ جب مـدینہ (یعنی یثرب) آئے تو قباء میں ۱۴ دن قیـام کے بعـد بنو النجار کے روساء کو طلب کر کے انکی معیت میں مدینہ آئے ۔ حضرت .انس اس دن کے واقعہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ انکی نظر کے سامنے ہے اور یہ کہ آنحضور ابو ایوب کے فناء پر اترے (بخاری ، صفحہ ۴۲ و ۴۸ : فتح الباری نمبر ۳۹۳۲) بخاری میں حضرت انس سے روایت (صفحہ ۴۸) ابن کثیر (صفحہ ۱۹۹) میں موسی بن عقبہ سے روایت۔سمہودی (صفحات ۲۵۵ و ۲۵۸) میں حضرت انس سے روایات؛ امام البخاری اور رزین کے حوالے سے ۔

۹۹ ۔ رزین نے (بقول سمہودی ، صفحہ ۲۵۵) حضرت انس کا خود اپنا قول نقل کیا ہے ۔

۱۰۰ ۔ امام البخاری کی التاریخ الصغیر میں حضرت انس کا بیان ۔ ہم نے سمہودی صفحہ ۲۵۵ سے لیا ہے ۔

۱۰۱ ـ ابن ہشام ، صفحہ ۳۳۵ تا ۳۳٦ ابن سعد صفحہ ۲۳۷ ، سمہودی ، صفحہ ۲۵٦

۱۰۲ ـ ابن سعد ، صفحہ ۲۳۷ سمہودی ، صفحات ۲۵۷ و ۲۵۸ ـ

۱۰۳ ـ مثلاً سمہودی ، صفحہ ۲۵۷ ـ

۱۰۴ ـ ایضاً (صفحہ ۲۵۹)

۱۰۵ ـ مثلاً ابن ہشام ، صفحہ ۳۳۵ سمہودی ، صفحہ ۲۵۷ ـ

۱۰٦ ـ مثلاً ابن ہشام ، صفحہ ۳۳٦ ـ سمہودی ، صفحہ ۲۵۷

۱۰۷ ـ السمہودی ، صفحہ ۲۵۹ ـ

۱۰۸ ـ ابن ہشام ، صفحہ ، ۳۳٦ ـ سمہودی ، صفحات ۲۵۷

۱۰۹ ـ ابن اسحق کی روایت کے مطابق یہ جگہ ایک مربد تھی (ابن ہشام ، صفحہ ۳۳۵) نیز دیکھیے بخاری ، صفحہ ۳۰ (عروہ کی روایت) ـ لیکن حضرت انس کے بیان کے مطابق وہاں پر مشرکین کی قبریں اور کھجور کے باغات اور کھنڈر (خرب) تھے (بخاری ، صفحہ ۳۸) ـ

۱۱۰ ـ ابن ہشام ، صفحہ ۳۳٦

۱۱۱ ـ بخاری ، صفحہ ۳۲ (حضرت کی روایت) ـ رزین **بقول السمہودی ، صفحہ ۲٦۰** ـ

۱۱۲ ـ ابن ہشام ، صفحہ ۳۳۸ ـ ابن کثیر ، البدایہ و النہایہ ، الجزء الثالث ، صفحہ ۲۰۲

۱۱۳ ـ ہجری تقویم کے سلسلہ میں بعض بنیادی باتوں کا ذکر ضروری ہے ـ ہجری تقویم خالص قمری تقویم ہے ـ مہینہ سے مراد ایک چاند رات سے دوسری چاند رات کا عرصہ ہوتا ہے لیکن تاریخی امور میں ,, چاند رات ،، کا تعین حساب سے کیا جاتا ہے فی الواقع چاند کے نظر آنے سے نہیں ـ یہ تعین اس طرح کیا جاتا ہے کہ سال کے اول (محرم) تیسرے ثالث (ربیع الاول) پنجم (جمادی الاولی) ، ہفتم (رجب) ، نہم (رمضان) ، اور یازدہم (ذو القعدہ) مہینوں کو ۳۰ دنوں کا مان لیا جاتا ہے اور باقی دیگر مہینوں کو ۲۹ دن دیے جاتے ہیں ـ ہر ۳۰ برس میں ۱۱ برس کو ایک اضافی دن دیا جاتا ہے ـ یہ دن ذوالحجۃ کو دیکر اسے ۳۰ دنوں کا بنا دیا جاتا ہے ـ دوسری ضروری بات یہ ہے کہ تمام ماہرین کے حساب کے مطابق ہجری تقویم کا پہلا دن یعنی یکم محرم سنہ ۱ ھ جمعہ ۱٦ جولائی ٦۲۲ ء سے مطابقت رکھتا ہے ـ تیسری بات یہ ہے کہ اضافی دن کے حساب کے لیے جو تیس سالہ دور مقرر کیا جاتا ہے اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ سنہ ۱ ھ ایسے دور کا پہلا سال تھا یعنی سنہ ۱ ھ سے دور شروع ہوتا ہے ـ چنانچہ سنہ ۱ ھ سے پہلے کی تاریخ کے تعین کے لیے ہجرت کے سال سے ۳۰ یا ٦۰ یا ۹۰ سال وغیرہ (جس حد تک کہ ضروری ہوا پہلے جایا جاتا ہے اور وہاں سے حساب کا آغاز کیا جاتا ہے ـ اس طرح دن اور تاریخ کا تعین ہو جاتا ہے اور یہ جانے بغیر کہ فی الواقع چاند کب نظر آیا تھا کہا جا سکتا ہے کہ کسی دی ہوئی تاریخ کو کون سا دن تھا ـ

اس طریق کار کی بنیاد پر ۲٦ صفر سنہ ۱ ھ کو پنج شنبہ ، یکم ربیع الاول کو دو شنبہ اور ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱ ھ کو جمعہ کا دن پڑتا ہے ـ مثال کے طور پر دیکھیے

' Wustenfeld — Mahler ' sche ' vergleichungs — tabellen

ویس بادن (wieshaden) . ۱۹٦۱ ء ، صفحہ ۲ ـ

▪▪▪▪▪